سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے فضائل وکمالات واقعاتِ سیرت کی روشنی میں

The Virtues and Excellences of Sayyida Fatima Al-Zahra in the light of her biography

Dr. Abdul Raouf Usmani
Visiting Lecturer, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of the Punjab, Lahore
Email: qaziusmani33@gmail.com
Dr. Muhammad Inamullah
Lecturer Islamic Studies, Abbottabad,
University of Science and Technology Abbottabad
Email: inam@aust.edu.pk
Muhammad Sanaullah
Teacher Jamia Zakaria Battagram,
Visiting lecturer Hazara University Battagram Campus
Email: sanahazarwi992@gmail.com

ABSTRACT
The life of Rasoolullah ﷺis auspicious for all Muslims. The lives of the trained Companions and Companions and the Ahl al-Bayt are a beacon for us. Hazrat Fatima al-Zahra, who is the daughter of Hazrat Muhammad ﷺ. Hazrat Fatima al-Zahra's style of speech and behavior were in accordance with the Messenger of Allah, may Allah bless him and grant him peace, Hazrat Fatima al-Zahra's life is a perfect example of education and order for the entire Muslim Ummah, especially women. She (R.A) had qualities like patience, gratitude, piety, shyness, truthfulness, obedience from which the Muslim Ummah can get guidance in every aspect of life. In Islam, the sayings and deeds of the Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him), the Ahl al-Bayt and the companions have exemplary importance. There is no precedent for this in any other religion or society.
In this Article, in the light of Sira-ul-Nabi (SAW), there will be a research discussion on the virtues,excellences and position of Hazrat Fatima al-Zahra RA.

Key Words: Obedience, Patience , Gratitude, Asceticism ,Piety, Speaking the Truth, Shyness ,The Practical Example of the Life of the Messenger of Allah ﷺ, The Muslim Ummah.

ولادت واسم گرامی:

سیرت نگاروں کے ہاں سیدہ فاطمہؓ بنت رسول ﷺ کے سن ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض حضرات لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں قریش مکہ کعبہ شریف کی تعمیر کر رہے تھے اس زمانہ میں حضرت سیدہ فاطمہؓ کی ولادت باسعادت حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن مبارک سے ہوئی اور اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک پینتیس سال کو پہنچ چکی تھی۔ اور یہ واقعہ نبوت سے قریباً پانچ سال پہلے کا ہے۔(1)

بعض کے نزدیک ان کی ولادت بعثت نبوی ﷺ کے قریب ہوئی اور آپ ﷺ کی عمر مبارک اس وقت اکتالیس سال تھی۔ اسی طرح مزید اقوال بھی اس مقام میں منقول ہیں۔([2])

آپ ﷺ کی صاحبزادیوں میں مشہور قول کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ ان کا اسم گرامی فاطمہ ہے اور ان کے القاب میں "زہرہ" مشہور لقب ہے۔ آپ ﷺ چاروں صاحبزادیاں (حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ) حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی اولاد شریف ہیں اور باہمی حقیقی بہنیں ہیں۔ ان کی پرورش اور تربیت خانہ رسول ﷺ کے مبارک ماحول میں ہوئی۔ اور اپنی والدہ محترمہؓ کی نگرانی میں سن شعور کو پہنچیں اور اپنے والدین شریفین کے نفوس طیبہ سے مستفید ہوتی رہیں۔([3])

حضرت سیدہ فاطمہؓ کی سیرت اور طرز طریق کو محدثین اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ:

فاقبلت فاطمة تمشی، ماتخطئ مشية الرسول اللهم صلى الله عليه وآلهٖ وسلم شيئا۔([4])

"حضرت فاطمہؓ جس وقت چلتی تھیں تو آپ کی چال ڈھال اپنے والد شریف ﷺ کے بالکل مشابہ ہوتی تھی"۔

جامع ترمذی میں یہی مضمون حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس طرح مروی ہے کہ:

عن عائشة قالب مارأيت احداً اشبه سمتاً ودلا وهديا برسول الله صلى الله عليه وآلهٖ وسلم۔([5])

یعنی نبی ﷺ کے ساتھ قیام وقعود میں نشت وبرخاست کے عادات واطوار میں حضرت فاطمہؓ سے زیادہ مشابہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

حاصل یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ کا طرز وطریق اخلاق وشمائل میں نبی ﷺ کے زیادہ موافق تھا۔ آپؓ کی گفتار رفتار اور لب ولہجہ اپنے والد شریف کے بعد مطابق تھا۔

ہجرت مدینہ طیبہ:

اسلام میں جو مشہور ہجرت ہوئی تھی اس کا تفصیلی واقعہ سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں مفصل موجود ہے۔ نبی ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ اپنے اہل وعیال سے پہلے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔

کچھ مدت گزرنے کے بعد آپ ﷺ نے اپنے اہل وعیال اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اہل وعیال کو مکہ معظمہ سے بلانے کا انتظام فرمایا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب نبی ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی تو ہمیں اور اپنی بیٹیوں (حضرت فاطمہؓ وحضرت ام کلثومؓ) کو مکہ معظمہ میں چھوڑ گئے تھے۔

جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ میں مقیم ہوگئے تو نبی ﷺ نے ہمارے منگوانے کے لئے انتظام فرمایا۔ چنانچہ زید بن حارثہ اور ابورافع کو اس کام کے لئے متعین فرمایا اور ان کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم عنایت فرمائے تاکہ اس رقم سے مزید سواری خرید سکیں اور دیگر مصارف میں بھی انہیں صرف کر سکیں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھی اپنے اہل وعیال کو منگوانے کے لیے عبد اللہ بن اریقط لیثی کو سواریاں دے کر زید ابن حارثہؓ اور ابو رافعؓ کے ساتھ روانہ کیا اور اپنے بیٹے عبد اللہ کی طرف لکھا کہ وہ اپنی والدہ (ام رومانؓ) اور اپنی بہنوں (حضرت عائشہ اور اسماءؓ) کو ساتھ لائیں۔ پس جب یہ حضرات مدینہ طیبہ سے روانہ ہو کر "قدید" کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے ضرورت کے مطابق سواریاں خریدیں اور پھر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور حضرت طلحہؓ کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ وہ بھی ہجرت مدینہ کے لئے آمادہ تھے۔ پس یہ تمام احباب (حضرت زیدؓ۔ ابو رافعؓ۔ حضرت فاطمہؓ وام کلثومؓ۔ ام المومنین حضرت سودہؓ اسامہؓ بن زید اور ام ایمنؓ) مکہ شریف سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اہل وعیال بھی ہمراہ تھے پورا قافلہ ایک سفر میں ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچا۔(6)

حضرت فاطمہ الزھرہؓ کا نکاح اور رہائش گاہ کی تیاریاں:

مدینہ طیبہ میں اقامت پذیر ہونے کے بعد ۲ھ میں نبی ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کی تزویج کی طرف توجہ فرمائی۔ بعض روایات کی رو سے حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت فاطمہ الزہراؓ کے نکاح کے متعلق خطبہ عرض کیا یعنی بطور منگنی کے درخواست پیش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا آپؓ کے مہر کے لئے کوئی چیز ہے؟ تو حضرت علیؓ نے عرض کیا اور تو کوئی چیز نہیں مگر ایک سوار اور زرہ ہے اس روایت میں ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو چار سو درہم میں بیچ ڈالا۔ اس موقعہ پر آنجناب ﷺ نے فرمایا دو ثلث خوشبو وغیرہ میں صرف کرو ایک ثلث متاع میں۔(7)

نبی ﷺ نے اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہؓ کے مکان کے لئے ام المؤمنین حضرت عائشہ کو فرمایا کہ فاطمہؓ کی رخصتی کے لئے مکان کی تیاری کی جائے اس موقعہ پر اس کام میں ام سلمہؓ بھی ان کے ساتھ معاون تھیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق ہم نے اس کام کی تیاری شروع کی اور وادی بطحاء سے اچھی قسم کی مٹی منگوائی۔ اس مکان کو لیپا پونچا اور صاف کیا۔ پھر ہم نے اپنے ہاتھوں سے کھجور کی چھال درست کر کے دو گدے تیار کیے اور خرما وغیرہ سے خوراک تیار کی اور پینے کے لئے شیریں پانی مہیا کیا پھر اس مکان کے ایک کونے میں لکڑی گاڑ دی تاکہ اس پر کپڑے اور مشکیزہ لٹکایا جاسکے۔ جب مذکورہ بالا انتظامات مکمل ہو چکے تو حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔

فمارأ ینا عرسا احسن من عرس فاطمة۔(8)

"فاطمہؓ کی شادی سے بہتر ہم نے کوئی شادی نہیں دیکھی"۔

انعقاد نکاح اور زوجین کی عمر:

تو آپ ﷺ نے بامر الٰہی مجلس نکاح قائم کر کے حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علی المرتضٰی سے کر دیا۔ اور عام روایات کے اعتبار سے مہر چار سو مثقال مقرر کیا گیا۔ مجلس نکاح میں اکابر صحابہ کرامؓ (حضرت ابو بکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و عثمانؓ غنی وغیرہ) مدعو تھے اور یہ حضرات اس واقعہ کے گواہ تھے۔ نکاح کی یہ تقریب بالکل سادہ تھی اس میں کسی قسم کے تکلفات نہ برتے گئے اور نہ زمانے کی کوئی رسومات ادا کی گئیں۔

حضرت علی المرتضٰی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب میرے ساتھ حضرت فاطمہؓ کی تزویج کر دی تو آپ ﷺ نے سیدہ فاطمہؓ کے جہیز میں درج ذیل چیزیں ارسال فرمائیں۔

ایک بڑی چادر، ایک چمڑے کا تکیہ جو کھجور کی چھال یا اذخر (خوشبودار گھاس) سے بھرا ہوا تھا۔ ایک چکی (آٹا پیسنے کے لئے)۔ ایک مشکیزہ اور دو گھڑے تھے۔ نبی ﷺ کی پیاری صاحبزادی کو یہ مختصر سا جہیز عنائیت فرمایا گیا۔

جنگ بدر کے بعد رمضان شریف ۲ ھ حضرت علیؓ سے نکاح ہوا اور اس کے چند ماہ بعد یعنی ذوالحجہ ۲ ھ میں رخصتی ہوئی۔ اس وقت حضرت فاطمہؓ کی عمر بعض سیرت نگاروں کے مطابق پندرہ سال اور پانچ ماہ تھی اور بعض کے نزدیک اٹھارہ سال تھی۔ اس مقام میں کئی دیگر اقوال بھی منقول ہیں۔ اور حضرت علیؓ کی عمر مشہور قول کے مطابق اس وقت اکیس برس کی تھی۔

ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"وقد وردت احادیث موضوعة فی تزویج علیؓ بفاطمة لم نذکرغبة عنها"۔[9]

کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی تزویج میں بہت سی روایات جعلی بھی وارد ہوئی ہیں اس وجہ سے چشم پوشی کرتے ہوئے ذکر نہیں کرتے۔

خانگی امور میں تقسیم کار:

ازدواجی زندگی میں خانگی کام کاج ایک ضروری امر ہے جب تک سلیقہ سے سرانجام نہ پائے تب تک گھریلو نظام کار درست نہیں رہتا۔ اسی سلسلہ میں نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کے گھر کے بارے میں خانگی معاملہ اس طرح متعین فرمایا تھا کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ حضرت فاطمہ اندرون خانہ سارا کام سرانجام دیں گی اور جبکہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ بیرونِ خانہ یعنی باہر کے معاملات بجالائیں گے۔

قضی رسول الله صلی الله علیه وآلہٖ وسلم علی ابنته فاطمة بخلعة البیت وقضی علی علی (رضی الله عنه) بما کان خارجاً کان خارجاً من البیت من خدمة۔[10]

حضرت علی المرتضیٰؓ بیرون خانہ یعنی باہر کے معاملات بجالائیں گے۔

اور ایک دوسری روایت میں جو حضرت علیؓ سے منقول ہے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ اپنی والدہ فاطمہ بنت اسد کی خدمت میں ذکر کرتے ہیں کہ فاطمہؓ کے لئے بیرون خانہ کام کاج کی ضروریات میں پوری کروں گا۔ اور گھر کے اندر کے کام میں فاطمہ تمہارے لئے کفایت کریں گی مثلاً: آٹا پیسنا، آٹا گوندھنا اور روٹی پکانا وغیرہ۔

اندرونِ خانہ کام کاج حضرت فاطمہ سرانجام دیتی تھیں اور باہر کے کام حضرت علی سرانجام دیتے تھے۔

اسلام کا ابتدائی دور تھا بعض دفعہ غلام اور لونڈیاں فتوحات میں آتی تھیں اور مسلمانوں میں تقسیم ہوتی تھیں۔ ایک دفعہ نبی ﷺ کی خدمت میں کچھ غلام آئے تو اس موقعہ پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہؓ سے بطور مشورہ کیا کہ آپ نبی ﷺ کی خدمت میں جا کر ایک خادم کا مطالبہ کریں جو خانگی کام کاج میں آپ کا کفیل ہو سکے۔

اس بناء پر حضرت فاطمہؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں لیکن کچھ اور لوگ بیٹھے ہوئے تھے جن سے آپ مصروف گفتگو تھے۔ تو سیدہ فاطمہؓ وہاں سے واپس لوٹ آئیں اور اس وقت کچھ عرض نہ کر سکیں۔ اس کے بعد نبی ﷺ ایک دوسرے وقت میں حضرت فاطمہؓ کے گھر خود تشریف لائے۔ وہاں حضرت علیؓ بھی موجود تھے تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے فاطمہؓ، آپ میرے پاس آئی تھیں۔ آپ اس وقت کیا کہنا چاہتی تھیں؟ تو حضرت فاطمہؓ حیاء کی بنا پر خاموش رہیں۔ حضرت علیؓ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! میں عرض کرتا ہوں۔ فاطمہؓ گھر کا کام خود کرتی ہیں۔ چکی پیستی ہیں تو ہاتھوں چھالے پڑ جاتے ہیں۔ پانی لانے کے لئے مشکیزہ خود اٹھاتی ہیں جس کی وجہ سے جسم پر نشان پڑ جاتے ہیں۔ تو میں نے کہا نبی ﷺ کی خدمت میں کچھ خدام آئے ہیں تو آپ ﷺ ایک خادم کی درخواست کر لیں۔

"نبی کریم ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اے بیٹی! تجھے اپنے فرائض خود ادا کرنے چاہیئں اور اپنے خانگی کام خود سرانجام دینے چاہیں میں تمہیں وظیفہ بتلاتا ہوں۔ جس وقت رات کو آرام کرنے لگے تو اسے پڑھ لیا کرو۔ ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد اللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر۔ یہ کلمات ہیں۔ یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہیں"۔ تو حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ "میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے راضی ہوں"۔ (11)

اسلام میں جن گھرانوں کا مقام بہت بلند ہے ان کی خانگی زندگی بھی اسوہ حسنہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ سیدہ فاطمہؓ خانگی امور اپنے ہاتھوں سے بجالائیں اور اجر وثواب کی مستحق ہوئیں۔ آنے والے انسانوں کے لئے گویا انہوں نے نمونے قائم کر دیئے۔

میت والوں کی تعزیت کرنا:

عبد اللہ ابن عمرو ابن العاصؓ آپ ﷺ کے صحابی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک بار نبی ﷺ کی معیت میں ہم ایک میت کو دفن کرنے کے لئے گئے جب ہم دفن سے فارغ ہوئے اور آپ ﷺ واپس ہوئے تو ہم آپ ﷺ کے

ساتھ تھے۔ جب آپ ﷺ گھر کے قریب پہنچے تو سامنے سے ایک عورت آ رہی تھی وہ آپ ﷺ کی صاحبزادی فاطمہؓ تھیں آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ آپؓ اپنے گھر سے باہر کس کام کے لئے گئی تھیں؟ انھوں نے عرض کیا کہ فلاں گھر والوں کی ایک فوتگی ہو گئی ہے اس کی تعزیت کے لئے میں ان کے ہاں گئی تھی اور تعزیت کی ہے اور ان کی میت کے حق میں کلمات ترحم ادا کئے ہیں۔(2)

فقال لها رسول الله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم ماا خرجک یا فاطمة من بیشک؟ قالت یا رسول الله اهل هذا البیت فرحمت الیهم میتهم اوعزیمتهم به۔

معلوم ہوا کہ اہل میت کے ہاں جا کر تعزیت کرنا اور میت کے لئے دعائیہ کلمات کہنا جائز ہے۔ اس طریقہ سے میت والوں کی خاطر داری ہو جاتی ہے اور تسکین خاطر کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ آپس میں باہمی تعلقات بہتر رہتے ہیں جو اجر و ثواب کے حصول کا باعث بنتے ہیں۔

قربانی کے موقع پر حاضری اور گوشت کی اباحت:

ابو سعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ قربانی کرنے کا موقع تھا اس موقع پر نبی ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کو فرمایا کہ تم اپنی قربانی کے ذبح کے وقت اس کے پاس کھڑی رہو اور اس کو دیکھو ساتھ ہی فرمایا کہ قربانی کے خون کے ہر قطرہ کے بدلے تمہارے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ تو اس وقت حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ مسئلہ صرف ہمارے لئے خاص ہے یا تمام مسلمانوں کے لئے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔(1)

قربانی کے موقعہ پر موجود ہونا ایک مستقل ثواب کی چیز ہے جذبہ اخلاص کے ساتھ یہ منظر دیکھنا موجب اجر و ثواب ہے اور مسلمان کے گناہوں کے معاف ہونے کا ذریعہ ہے۔

ام سلیمانؓ کہتی ہیں میں ایک دفعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس حاضر ہوئی قربانی کے گوشت کے متعلق میں نے ایک مسئلہ دریافت کیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے پہلے قربانی کا گوشت بچا رکھنے سے منع فرمایا تھا مگر بعد میں اس کے بچا رکھنے کی اجازت دے دی۔ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ حضرت علی المرتضےٰ کسی سفر سے گھر تشریف لائے۔ حضرت فاطمۃ الزاہراؓ نے قربانی کا پکا ہوا گوشت پیش کیا تو حضرت علیؓ کہنے لگے کہ اس کے کھانے سے کیا نبی ﷺ نے منع نہیں فرمایا تھا؟ اس کے بعد حضرت علیؓ نے یہی مسئلہ نبی ﷺ سے خود دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت سال بھر کھایا جا سکتا ہے"۔

سیدہ فاطمہؓ کے فضائل وخصائل:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہؓ جب بھی نبی ﷺ کے پاس تشریف لائیں تو نبی ﷺ (ان کی رعایت خاطر کے لئے) کھڑے ہو جاتے تھے اور پیار کرنے کے لئے ہاتھ پکڑ لیتے اور بوسہ دیتے اور اپنے بیٹھنے کے مقام پر بٹھا لیتے تھے۔

اور جب نبی ﷺ حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے جاتے تو احتراماً حضرت فاطمہؓ کھڑی ہو جاتیں آپ ﷺ کے دست مبارک کو چوم لیتیں اور اپنی نشست پر بٹھا لیتی تھیں۔

روایت مندرجہ بالا سے واضح ہوتا ہے کہ آنجناب ﷺ اپنی صاحبزادیوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے اور ان سے بہت محبت کرتے تھے اور ان کی دلداری اور پاس خاطر کے لئے ان کے ساتھ بہت مہربانی فرماتے۔

نبی ﷺ کے آخری ایام میں ایک واقعہ پیش آیا تھا۔ جس کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے اور ہم آپ کے پاس موجود تھیں۔ حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں اور اس وقت نبی ﷺ کی اولاد میں سے صرف ایک حضرت فاطمہؓ ہی زندہ تھیں۔ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو دیکھا تو مرحبا فرمایا اور اسے پاس بٹھا لیا۔ پھر ان کے ساتھ آپ ﷺ نے سرگوشی فرمائی تو آپؓ بے ساختہ رونے لگیں جب آپ ﷺ نے ان کی غمگینی دیکھی تو دوبارہ سرگوشی فرمائی۔ اس دفعہ حضرت فاطمہؓ ہنسنے لگیں۔

جب نبی ﷺ اس مجلس سے تشریف لے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہؓ سے وہ بات دریافت کی جس کے متعلق سرگوشی ہوئی تھی۔ تو حضرت فاطمہؓ کہنے لگیں کہ نبی ﷺ کی راز دارانہ بات کو میں افشاء اور اظہار کرنا نہیں چاہتی۔

اس کے بعد جب آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا تو میں نے حضرت فاطمہؓ کو اس حق کی قسم دلا کر بات کی جو میرا ان پر ہے کہ آپ مجھے ضرور خبر دیں تو اس وقت حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ آپ ﷺ نے پہلی مرتب میرے ساتھ سرگوشی فرمائی تو آنجناب ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام ہر سال ایک دفعہ آکر قرآن مجید میں معارضہ کرتے یعنی مجھے قرآن مجید سناتے اور مجھ سے سنتے اور اس سال دوبار مجھے انہوں نے قرآن مجید سنایا اور سنا ہے۔ میں اس سے یہی خیال کرتا ہو کہ میری وفات قریب آگئی ہے۔ اے فاطمہؓ! اللہ سے خوف کھانا اور صبر اختیار کرنا۔ میں تیرے لیے بہترین پیش رہوں گا۔ پس میں یہ سن کر رونے لگی جب آپ ﷺ نے میری گھبراہٹ اور پریشانی دیکھی تو آپ ﷺ نے دوبارہ سرگوشی فرما کر مجھے فرمایا کہ اے فاطمہؓ! تم اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ تم اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔ بعض دوسری رویات سے یہ بھی ثابت ہے فرمایا اے فاطمہؓ! تم میرے اہل بیت میں سے پہلی شخصیت ہو جو میرے پیچھے آئے گی۔ یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی۔(12)

سیدہ فاطمہؓ کا انتقال اور شیخینؓ کی شمولیت:

نبی ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہؓ بیمار ہوئیں اور چند روز بیمار رہیں۔ پھر تین رمضان المبارک ۱۱ھ میں منگل کی شب ان کا انتقال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر مبارک علماء نے اٹھائیس یا انتیس برس ذکر کی ہے۔ حضرت فاطمہؓ کے سن وفات اور ان کی عمر کی تعیین میں سیرت نگاروں نے متعدد اقوال لکھے ہیں۔

حضرت فاطمۃ الزاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی ﷺ کی بلاواسطہ آخری اولاد تھیں۔ ان کے بعد آنجناب ﷺ کی کوئی بلاواسطہ اولاد باقی نہ رہی اور نبی ﷺ کی جو ایک نشانی باقی رہ گئی تھی وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچ گئی۔

غسل اور تجہیز و تکفین کے مراحل کے بعد حضرت فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازہ کا مرحلہ پیش آیا تو ان محترمہؓ کے جنازہ پر خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ جو اس موقعہ پر موجود تھے، تشریف لائے۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ آگے تشریف لا کر جنازہ پڑھائیں۔ جواب میں حضرت علی المرتضی نے ذکر کیا کہ آنجناب خلیفہ رسول اللہ ﷺ ہیں جناب کی موجودگی میں جنازہ پڑھانے کے لیے پیش قدمی نہیں کر سکتا۔ نماز جنازہ پڑھانا آپ ہی کا حق ہے آپ تشریف لائیں اور جنازہ پڑھائیں اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ آگے تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ کا چار تکبیر کے ساتھ جنازہ پڑھایا۔ باقی تمام حضرات نے ان کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی۔

چنانچہ چند ایک عبارتیں درج ذیل ہیں۔

عن حماد عن ابراهيم قال صلى ابو بكر الصديق على فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وآلہٖ عسلم فكبر عليها اربعاً۔

"یعنی ابراہیم (النخعی) فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ نے فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا جنازہ پڑھایا اور اس پر چار تکبیریں کہیں"۔

عن جعفر ابن محمد عن ابيه قال ماتت فاطمة بنت النبى صلى الله عليه وآلہٖ وسلم فجاء ابو بكر و عمر ليصلوا فقال ابو بكر لعلى ابن ابى طالب تقدم فقال ماكنت لا تقدم وانت خليفة رسول الله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم فتقدم ابو بكر وصلى عليها۔

یعنی امام جعفر صادقؒ اپنے والد امام محمد باقرؒ سے ذکر فرماتے ہیں کہ محمد باقر نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ فوت ہوئیں تو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں تشریف لائے تاکہ جنازہ کی نماز پڑھیں۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے حضرت علی المرتضیؓ کو فرمایا کہ آپ آگے ہو کر نماز پڑھائیں تو حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ خلیفہ رسول ﷺ ہیں آپؓ کے ہوتے ہوئے میں آگے نہیں ہوتا۔ پس حضرت ابو بکرؓ آگے تشریف لائے اور حضرت فاطمۃ الزاہرہؓ کا جنازہ پڑھایا۔

عن مالک عن جعفر بن محمد عن ابیه عن جده علی بن حین قال ماتت فاطمة بین المغرب والعشاء فحضرها ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ والزبیرؓ و عبدالرحمان بن عوف فلما وضعت لیصلی علیها قال علیؓ تقدم یا ابا بکر قال وانت شاهد یا ابا الحسن؟ قال نعم ! تقدم فوالله لا یصلی علیها غیرک فیصلی علیها ابو بکر رضی الله عنهم اجمعین ودفننت لیلاً خریجه البصری وخرجه ابن السمان فی الوافقه۔

"جعفر صادقؒ اپنے والد محمد باقرؒ سے اور وہ اپنے والد زین العابدینؒ سے روایت کرتے ہیں کہ مغرب اور عشاء کے درمیان حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کی وفات ہوئی (ان کی وفات پر) حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عبد الرحمانؓ بن عوف تشریف لائے۔ جب نماز جنازہ پڑھنے کے لئے جنازہ سامنے رکھا گیا تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کہا کہ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے تشریف لایئے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جواب دیا کہ اے ابو الحسن کیا آپؓ کی موجودگی میں؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ آپؓ آگے تشریف لایئے، اللہ کی قسم آپؓ کے بغیر کوئی دوسرا شخص فاطمہؓ پر جنازہ نہیں پڑھائے گا۔ پس حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اور رات کو ہی حضرت فاطمہؓ کو دفن کر دیا گیا۔

طبقات ابن سعد میں ہے۔

عن مجاله عن الشعبی قال صلی علیها ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه و عنها۔

"امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی۔

نماز جنازہ کے بعد حضرت فاطمۃؓ الزہرہؓ کو عام روایات کے مطابق رات کو ہی جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔ اور دفن کے لئے قبر میں حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ عم نبوی اور فضل بن عباسؓ اترے۔

خلاصہ:

ہر ایک مسلمان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی اسوہ حسنہ کا درجہ رکھتی ہے اس طرح آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ وصحابیات اور اہل بیت کی زندگیاں ہمارے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ سیرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کا شمار برگزیدہ خواتین میں ہوتا ہے تمام امت مسلمہ بالخصوص خواتین کے لیے تعلیم وتربیت کا کامل نمونہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی میں موجود ہے۔ آپؓ کا طرز طریق اپنے والد جناب رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھا۔ آپؓ کی ذات میں زہد و تقویٰ، عبادت، شرم وحیا، راست گفتاری، عشق رسول ﷺ اور اپنے شوہر کی اطاعت کے وہ جوہر تھے جن کی روشنی چار سو پھیلی ہوئی ہے۔

حوالہ جات

[1] ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات الکبریٰ، ج۸، ص۲۱۱، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۲ء

[2] ابن حجر، احمد بن علی، الاصاب فی تمز الصحابہ، ج۴، ص۳۶۵، بیروت، دار الجلیل، ۱۹۹۲

[3] حلیۃ الارس نعیم الاصفہانی، ج۲، ص۳۹

[4] قشیری، مسلم بن حجاج، الامام، صحیح مسلم، باب فضائل حضرت فاطمہ، ج۲، ص۲۹۰

[5] ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، الامام، سنن ترمذی، ج۲، ص۳۳، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

[6] ابن کثیر، أبی الفداء اسماعیل، الحافظ، البدایہ والنھایہ، فصل دخول علیہ الصلوٰۃ و السلام المدینہ ابن استقر منزلہ، ج۳، ص۲۱۲، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۴۱۷ھ۔

[7] العسقلانی، احمد بن حجر، شہاب الدین ابی الفصل، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج۴، ص۳۷۵، مکتبۃ المثنیٰ، ۱۳۲۸ھ

[8] ابن ماجہ، محمد بن یزید، الامام، باب العلمیۃ، ص۱۹۱۱، دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۹ء

[9] البدایہ والنھایہ، ج۳، ۲۱۳

[10] الاصفہانی، احمد بن عبد اللہ، ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، باب فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ، ج۱۵، ص۱۴۴۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۷ء

[11] ابو داؤد، سلمان بن داؤد۔ الامام، مسند أبی داؤد، تحت أحادیث علی بن أبی طالب ج ۲ ص ۹۴، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۴ء

2ایضاً

[12] مشکوٰۃ شریف، باب مناقب اہل البیت الفصل الاسال، ص۵۶۸، طبع نور محمدی، دھلی